شرکۃ الأملاک

مفتی وزیر احمد

جامعہ ضیائے مدینہ ماہی وال لیہ

مشروعیت شرکت:

شرکت کا مشروع ہونا ''نصوص'' اور ''عقول'' ہر دو سے ثابت ہے، چنانچہ ''نصوص'' سے اس کے جائز ہونے سے متعلق ''قرآن مجید'' میں ہے۔ ''فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ'' (النساء:۱۱)
تو سب تہائی میں شریک ہیں۔

حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتَ شَرِيْكِيْ فِيْ الْجَاهِلِيَّةِ فَكُنْتَ خَيْرَ شَرِيْكٍ ،كُنْتَ لَاتُدَارِنِيْ وَلَاتُمَارِنِيْ

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ زمانہ ء جاہلیت میں آپ میرے شریک تھے اورآپ بہترین شریک تھے نہ آپ مجھ سے مزاحمت کرتے نہ جھگڑا کرتے۔(ابن ماجہ رقم الحدیث ،۲۲۸۷،دار المعرفۃ بیروت لبنان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ اَنَا ثَالِثُ الشَّرِيْكَيْنِ مَالَمْ يَخُنْ اَحَدُهُمَاصَاحِبَهُ فَإِذَاخَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا".

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''دو شریکوں میں سے کوئی ایک جب تک دوسرے سے خیانت نہ کرے تو انہیں میری معیت حاصل رہتی ہے اور جب کوئی خیانت کرے تو میں ان سے اپنی معیت ختم کر دیتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد؛ رقم الحدیث ۳۳۸۳،دار المعرفۃ بیروت لبنان)

جواز شرکت پر دلیل عقلی یہ ہے کہ ''تمام ادوار میں امت مسلمہ کا اس پر بغیر کسی انکار کے تعامل رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ ''لَاتَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ'' میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ ''وَمَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًافَهُوَعِنْدَاللّٰهِ حَسَنٌ'' جسے مسلمان مستحسن سمجھیں وہ

عنداللہ بھی اچھا ہے۔

شرکۃالأملاک :

معنون کو"شرکت الاملاک" کے علاوہ "شرکت الملک" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور "شرکت الاملاک" "دویااس سے زاید اشخاص کاایک یا چند اشیاء کا "عقدشرکت" کے سوامالک بننے سے عبارت ہے" پھر مالک ہونے میں تعیم ہے کبھی تو شریکین اختیاراورمرضی سے اور کبھی جبر کی صورت میں مالک بنتے ہیں۔شریکین نے بطورشرکت کوئی چیزخرید لی یاانہیں کوئی شی ءصدقہ میں ملی،تحفہ(اورگفٹ)دی گئی اورانہوں نے قبول کرلی یاان کے لئے وصیت کی گئی تو یہ شرکت کی قسم "اختیاری" ہوگی۔شریکین کو مال ان کے اختیار کے بغیراگرمل جائے، پھرعلیحدہ نہ ہوسکے یادشواری سے متمیز ہوسکے توشرکتِ جبری ہوگی۔چنانچہ شرکت الاملاک کی ہردوانواع کی تعریف ذیل میں ملاحظ کی جیئے۔

علامہ علاءالدین کاسانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلشَّرِکَۃُ فِی الْاَصْلِ نوْعَانِ:شَرِکَۃُ الْأَمْلَاکِ وَشَرِکَۃُ الْعُقُوْدِوَشَرِکَۃُ الْأَمْلَاکِ نَوْعَانِ:نَوْعٌ یَثْبُتُ بِفِعْلِ الشَّرِیْکَیْنِ وَنَوْعٌ یَثْبُتُ بِغَیْرِفِعْلِھِمَا،أَمَّاالَّذِیْ یَثْبُتُ بِفِعْلِھِمَافَنَحْوُأَنْ یَّشْتَرِیَاشَیْئًا أَوْیُوْھَبَ لَھُمَاأَوْیُوْصَی لَھُمَاأَوْیَتَصَدَّقَ عَلَیْھِمَافَیَقْبَلَافَیَصِیْرَالْمُشْتَرَی وَالْمَوْھُوْبُ وَالْمُوْصَی بِہٖ وَالْمُتَصَدَّقَ بِہٖ مُشْتَرَکًابَیْنَھُمَاشَرِکَۃَ مِلْکٍ وَأَمَّاالَّذِیْ یَثْبُتُ بِغَیْرِفِعْلِھِمَافَالْمِیْرَاثُ بِأَنْ وَرِثَاشَیْئًافَیَکُوْنَ الْمَوْرُوْثُ مُشْتَرَکًابَیْنَھُمَاشَرِکَۃَ مِلْکٍ

دراصل شرکت کی دواقسام ہیں ا۔شرکت الاملاک۔۲۔شرکت العقود۔پھرشرکت الاملاک دوانواع پرمنقسم ہے ایک نوع ایسی ہے جو شریکینکے فعل سے ثابت ہوتی ہے اورایک قسم وہ ہے جوشریکینؒ کے فعل کے بغیرثابت ہوتی ہے۔بہرحال شرکت الاملاک کی جوقسم شریکین کے فعل سے ثابت ہوتی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ دوشریک کوئی شی ءخریدیں یاانہیں ہبہ کی جائے،ان کے لئے وصیت کی جائے،ان پرصدقہ کی جائے اوروہ قبول کرلیں تو مشتری،موہوب اورموصی بہ اشیاء اُن دونوں کے مابین بطورشرکت ملک ہوں گی۔

شرکت الاملاک کی وہ نوع جس کا شریکین کے فعل سے تعلق نہ ہے وہ وراثت ہے جس کے

شریکین وارث بن جاتے ہیں اور مال موروث ان کے درمیان بلحاظ شرکت ملک کے مشترک ہوگا۔(بدائع الصنائع:۵/۴۳۷،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(شَرِكَةُ الْمِلْكِ أَنْ يَمْلِكَ اثْنَانِ عَيْنًا إرْثًا أَوْ شِرَاءً)بَيَانٌ لِلنَّوْعِ الْأَوَّلِ مِنْهَا وَقَوْلُهُ"إرْثًا أَوْ شِرَاءً"مِثَالٌ لَا قَيْدٌ فَلَا يَرِدُ أَنَّ ظَاهِرَهُ الْقَصْرُ عَلَيْهِمَا مَعَ أَنَّهُ لَا يُقْتَصَرُ عَلَيْهِمَا بَلْ تَكُونُ فِيمَا إذَا مَلَكَاهُ بِهِبَةٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ اسْتِيلَاءٍ بِأَنْ اسْتَوْلَيَا عَلَى مَالِ حَرْبِيٍّ أَوْ اخْتِلَاطًا كَمَا إذَا اخْتَلَطَ مَالُهُمَا مِنْ غَيْرِ صُنْعٍ مِنْ أَحَدِهِمَا أَوْ اخْتَلَطَ بِخَلْطِهِمَا خَلْطًا يَمْنَعُ التَّمْيِيزَ أَوْ يَتَعَسَّرُ كَالْحِنْطَةِ مَعَ الشَّعِيرِ.وَالْحَاصِلُ أَنَّهَا نَوْعَانِ:جَبْرِيَّةٌ وَاخْتِيَارِيَّةٌ،فَأَشَارَ إلَى الْجَبْرِيَّةِ بِالْإِرْثِ وَإِلَى الِاخْتِيَارِيَّةِ بِالشِّرَاءِ كَمَا فِي الْمُحِيطِ وَذَكَرَ أَنَّ مِنَ الِاخْتِيَارِيَّةِ أَنْ يُوصِيَ لَهُمَا بِمَالٍ فَيَقْبَلَانِ.

ماتن کا قول"شَرِكَةُ الْمِلْكِ أَنْ يَمْلِكَ اِثْنَانِ عَيْنًا إرْثًا أَوْ شِرَاءً" شرکت کی قسم اول بیان کرنے کے لئے ہے۔اور اس کا قول"ارثاًاو شراءً"یہ فقط مثال ہے قید نہیں،لہذا اس عبارت سے یہ اعتراض بھی وارد نہیں ہوگا کہ ماتن کی عبارت کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عین میں ملک !وراثت یا خریداری سے ہی ہوتی ہے،بلکہ شریکین ھبۃً یا صدقۃً،استیلاءً بھی مالک ہوسکتے ہیں جیسا کہ وہ مال حربی پر قابض ہوجائیں(اور کبھی شرکت الملک)اختلاطاً بھی ہوتی ہے،(مال کے دونوں مالکوں کے عمل کے سواء)مال مل گیا یا شریکین کے عمل سے یوں ملا کہ فرق نہیں ہوسکتا یا مال علیحدہ تو ہوسکتا ہے مگر اس میں مشکل ہوگی جیسا کہ گندم،جو سے مل جائے۔نتیجہ ٔگفتگو!یہ ہے کہ ''شرکت الملک'' کی دو قسمیں ہیں۔۱۔جبریہ ۲۔اختیاریہ۔ صاحب کنز نے''جبریہ کی جانب کلمہ ٔ''ارث'' سے اور''اختیاریہ'' کی طرف صیغہ ٔ''شراء'' سے اشارہ کیا جیسا کہ''محیط'' میں ہے اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کی موصی دو آدمیوں کے لئے وصیت بالمال اگر کرے اور شریکین قبول کرلیں تو یہ بھی''شرکت اختیاریہ'' سے ہے۔ (بحرالرائق:۵/۲۸۰،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ عبدالرحمن الجزیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلْحَنَفِيَّةُ قَالُوا: تَنْقَسِمُ الشَّرِكَةُ أَوَّلًا إلَى قِسْمَيْنِ:شَرِكَةُ مِلْكٍ وَشَرِكَةُ

عُقُودٍ فَأَمَّا شَرِكَةُ الْمِلْكِ فَهِيَ عِبَارَةٌ عَنْ أَنْ يَتَمَلَّكَ شَخْصَانِ فَأَكْثَرُ عَيْنًا مِنْ غَيْرِ عَقْدِ الشَّرِكَةِ...ثُمَّ إِنَّ الشَّرِكَةَ الْمِلْكَ تَنْقَسِمُ إِلَى قِسْمَيْنِ: شَرِكَةُ جَبْرٍ وَشَرِكَةُ اخْتِيَارٍ، فَشَرِكَةُ الْجَبْرِ هِيَ أَنْ يَجْتَمِعَ شَخْصَانِ فَأَكْثَرُ فِي مِلْكِ عَيْنٍ قَهْرًا كَمَا إِذَا وَرِثَا مَالًا أَوِ اخْتَلَطَ مَالُ أَحَدِهِمَا بِمَالِ الْآخَرِ قَهْرًا بِحَيْثُ لَا يُمْكِنُ تَمْيِيزُهَا مُطْلَقًا كَاخْتِلَاطِ قَمْحٍ بِقَمْحٍ أَوْ يُمْكِنُ تَمْيِيزُهُ بِمَشَقَّةٍ وَصُعُوبَةٍ؛ كَاخْتِلَاطِ شَعِيرٍ بِقَمْحٍ أَوْ أَرُزٍّ بِشَعِيرٍ وَأَمَّا شَرِكَةُ الْاِخْتِيَارِ فَهِيَ: أَنْ يَجْتَمِعَا فِي مِلْكِ عَيْنٍ بِاخْتِيَارِهِمَا كَمَا إِذَا خَلَطَا مَالَهُمَا بِالْاِخْتِيَارِ أَوِ اشْتَرَيَا شَيْئًا بِالْاِشْتِرَاكِ أَوْ أَوْصَى لَهُمَا أَحَدٌ بِمَالٍ فَقَبِلَاهُ فَإِنَّ ذَلِكَ كُلَّهُ شَرِكَةُ مِلْكٍ بِاخْتِيَارِ الشَّرِيكَيْنِ

احناف کے ہاں !اولاً شرکت کی دوقسمیں ہیں شرکت ملک اورشرکت عقود۔شرکت ملک دویااس سے زاید آدمیوں کا عقد شرکت کے سوا عین کے مالک ہونے سے عبارت ہے،پھرشرکت ملک کی دوقسمیں ہیں شرکت جبراورشرکت اختیار۔شرکت جبراسے کہتے ہیں ''دو یادو سے زاید شخص ملک عین میں بلااختیار جمع ہوجائیں'' جیسا کہ کسی مال کے وارث بن جائیں یاان میں سے ایک کا مال دوسرے کے مال میں مجبوراً مل جائے اورپھر مال کوعلیحدہ کرنا مطلقاً ناممکن ہو جیسا کہ گندم کے دانے باہم مل جائیں یاانہیں جدا کرنا تو ممکن ہومگرآسانی سے نہ ہوبلکہ مشقت اوردشواری سے ہواس کی مثال'' جو'' ''گندم'' میں یا ''چاول'' ''جو'' میں مل جائیں۔ (انہیں باہم مل جانے کی صورت میں ''چھلنی'' یا ''چھاج'' کے ذریعے الگ کیا جاسکتا ہے) شرکت اختیار اسے کہتے ہیں ''شریکین ملک عین میں اپنے اختیار کے ساتھ جمع ہوجائیں'' جس طرح کہ وہ اپنی مرضی سے اپنامال آپس میں ملالیں یاکوئی چیزمشترکہ طورخریدلیں، یا موصی ان کے لئے مال کی وصیت کرے اوروہ دونوں اسے قبول کرلیں یہ تمامی صورتیں شریکین کے اختیار کے ساتھ ''شرکت ملک'' کی ہیں۔

(الفقہ علی المذاھب الاربعۃ:۳/۵۸،المکتبۃ العصریۃ صیدابیروت)

رکن شرکت الاملاک۔

''شرکت الملک'' کاتحقق اس وقت ہوگاجب شریکین کے مال کے حصے باہم مل جائیں،اگرصدقہ دینے والے یاتحائف پیش کرنے والے نے یکے بعددیگرے متعددلوگوں اورمستحقین کوایک مجلس میں

علیحدہ علیحدہ کچھ دیا، بعضوں کو کم اور بعضوں کو زیادہ تو جنہیں کم ملا وہ زیادہ لینے والوں سے تقاضہ نہیں کرسکتے، ہاں دینے والے نے سب کو کوئی قیمتی چیز بطور صدقہ یا ہبہ دی تو پھر لینے والے شخصیت اور قد کاٹھ کی بناپر تقسیم میں تفاوت نہیں کرسکتے۔

علامہ عبدالرحمٰن الجزیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَرُكْنُ شَرِكَةِالْمِلْكِ اِجْتِمَاعُ النَّصِيْبَيْنِ فَمَتَى اجْتَمَعَ نَصِيْبُ شَخْصٍ مَعْ نَصِيْبِ أٰخَرتَحَقَّقَتْ شَرِكَةُ الْمِلْكِ

شرکت الملک کا رکن یہ ہے کہ دونوں (شریکین کے) حصے آپس میں مل جائیں، جب بھی ایک آدمی کا حصہ دوسرے آدمی کے حصہ سے ملے گا تو شرکت الملک کا تحقق ہوجائے گا۔ (الفقہ علی المذاھب الاربعۃ:۳/ ۵۸، المکتبۃ العصریۃ صیدابیروت)

زبردستی مال ملانے سے شرکت الملک ثابت نہیں ہوگی۔

اگر کوئی شخص دوسرے آدمی کی رضا اور مرضی کے بغیر اسے اپنا شریک بنانے کی یوں حرکت کرتا ہے کہ ''اپنا مال غیر کے مال میں ملادیا، اب مخلوط مال متمیز نہیں ہوسکتا'' تو اس صورت میں بجائے اس کے کہ شرکت الملک کے تحت وہ دونوں شریکین ٹھہریں بلکہ زبردستی اور دوسرے کی رضا کے بغیر مال ملانے والا آدمی مکمل مخلوط مال کا مالک ہوگا، دوسرے آدمی کی شرکت کا تحقق نہیں ہوگا اور جس کے مال میں اپنا مال ملائے گا اسے ضمان اور چٹی دے گا۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(قَوْلُهُ بِفِعْلِهِمَا)اِحْتِرَازٌعَمَّااِذَاكَانَ بِفِعْلِ أُحَدِهِمَابِلَااِذْنِ الْآخَرِفَاِنَّ الْخَالِطَ يَمْلِكُ مَالَ الْآخَرِوَيَكُوْنُ مَضْمُوْنًاعَلَيْهِ بِالْمِثْلِ لِلتَّعَدِّى

مصنف کے قول بفعلھما سے اس صورت سے احتراز ہے کہ ''ایک آدمی دوسرے آدمی کی اجازت کے بغیر اگر مال ملائے تو پھر مال ملانے والا ''مال'' کا مالک ہوگا، تصرف بے جا اور تعدی کی وجہ سے اس پر ضمانِ مثلی ہوگی۔ (فتاویٰ شامی:۳/ ۳۶۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

شرکت الأملاک کا حکم۔

شرکت الاملاک کی دونوں انواع کا حکم ایک ہے کہ ''شرکاء میں سے کوئی شریک دوسرے شریک کے

حصہ میں تصرف مضر نہیں کر سکتا اور ایک شریک دوسرے شریک کے حصہ میں غیر کی مثل ہوگا البتہ اذن کی صورت میں تصرف کر سکتا ہے مثلاً دو بھائیوں کو باپ کے ترکہ سے مشترکہ گاڑی ملی ہے تو گاڑی تقسیم کرنے سے قبل ایک بھائی دوسرے بھائی سے اجازت لئے بغیر استعمال نہیں کر سکتا کیونکہ گاڑی ایسی مشترکہ چیز ہے جس میں تصرف نقصان دہ ہے کیونکہ گاڑی چلانے سے اس کے بیشتر پرزہ جات گھسیں گے اور مجموعی طور گاڑی کی قیمت کم ہوجائے گی۔ہاں جن اشیاء میں تصرف غیر مضر ہے تو ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں مثلاً ایک شریک غیب ہے تو دوسرا شریک مشترکہ کمرہ میں ٹھہر سکتا ہے کیونکہ محض سکونت غیر مضر ہے،علی ھذا القیاس مشترکہ کتب کا مطالعہ دوسرے شریک کی عدم موجودگی میں جائز ہے کیونکہ فقط مطالعہ سے بک کو نقصان نہیں پہنچتا بلکہ جن مشترکہ لائبریریوں کو تالے لگے ہوئے ہیں ان میں اگر ایک فریق دوسرے شریکوں کی غیر موجودگی میں کتب کا مطالعہ کرتا رہتا ہے تو اس میں دوسرے حصہ داروں کا کیا نقصان ہے بلکہ کتب کی دیکھ بھال ہے۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَلایَجُوْزُ لِاَحَدِهِمَا اَنْ یَّتَصَرَّفَ فِیْ نَصِیْبِ الْاٰخَرِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَ کُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِیْ نَصِیْبِ صَاحِبِهٖ کَالْاَجْنَبِیِّ

شریکین میں سے کسی کو دوسرے شریک کے حصہ میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف جائز نہیں،ان میں سے ہر ایک اپنے شریک کے حصہ میں اجنبی اور غیر کی مثل ہوگا۔ (ہدایہ،۲/۶۰۵؛ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ علاء الدین کاسانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَاَمَّا شَرِکَةُ الْاَمْلَاکِ فَحُکْمُهَا فِی النَّوْعَیْنِ جَمِیْعًا وَاحِدٌ وَهُوَ اَنَّ کُلَّ وَاحِدٍ مِنَ الشَّرِیْکَیْنِ کَاَنَّهٗ اَجْنَبِیٌّ فِیْ نَصِیْبِ صَاحِبِهٖ لَایَجُوْزُ لَهُ التَّصَرُّفُ فِیْهِ بِغَیْرِ اِذْنِهٖ لِاَنَّ الْمُطْلَقَ لِلتَّصَرُّفِ الْمِلْکُ اَوِ الْوِلَایَةُ وَلَا لِکُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِیْ نَصِیْبِ صَاحِبِهٖ وِلَایَةٌ بِالْوَکَالَةِ اَوِ الْقَرَابَةِ وَلَمْ یُوْجَدْ شَیْءٌ مِنْ ذٰلِکَ،وَسَوَاءٌ کَانَتِ الشَّرِکَةُ فِی الْعَیْنِ اَوِ الدَّیْنِ .

بہر حال شرکت الاملاک کی دونوں انواع کا ایک حکم ہے اور وہ یہ ہے کہ"شریکین میں سے ہر ایک اپنے شریک کے حصہ مین اجنبی کی طرح ہے،ایک شریک کو دوسرے شریک سے اجازت لئے بغیر تصرف

ناروا ہے کیونکہ مطلقاً تصرف کے لئے ملک یا ولایت ہوتی ہے اور ان دونوں میں سے کسی کو دوسرے حصہ دار کے حصہ میں وکالتاً یا قرابتاً ولایت نہیں ہے اور اس سے کوئی چیز نہیں پائی گئی۔ اور اس میں تعمیم ہے کہ شرکت فی العین ہو یا فی الدین۔ (بدائع الصنائع؛۵/۸۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ محمد بن عبداللہ تمرتاشی اور علامہ علاء الدین حصکفی رحمہما اللہ لکھتے ہیں:

(وَكُلٌّ)مِنْ شُرَكَاءِ الْمِلْكِ(أَجْنَبِيٌّ)فِي الْإِمْتِنَاعِ عَنْ تَصَرُّفٍ مُضِرٍّ(فِي مَالِ صَاحِبِهِ)لِعَدَمِ تَضَمُّنِهَا الْوِكَالَةَ

شرکاء الملک میں سے ہر ایک شریک دوسرے شریک کے مال میں تصرف مضر سے باز رہنے میں اجنبی ہوتا ہے کیونکہ شرکت وکالت کو متضمن نہیں ہوتی۔ (تنویر الابصار، درمختار مع شامی؛۳/۲۹۶، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(عَنْ تَصَرُّفٍ مُضِرٍّ)اِحْتَرَزَ بِهِ عَنْ غَيْرِ مُضِرٍّ كَالْإِنْتِفَاعِ بِبَيْتٍ وَخَادِمٍ وَأَرْضٍ فِي غَيْبَةِ شَرِيكِهِ

(عن تصرف مضر یعنی تصرف مضر سے باز رہنا، اس عبارت سے) تصرف غیر مضر سے احتراز ہے (یعنی ایک شریک اگر دوسرے شریک کے مال میں ایسا تصرف کرتا ہے جو نقصان دہ نہیں) مثلاً مشترکہ گھر اور خادم یا شریک کی عدم موجودگی میں زمین سے استفادہ کرنا۔ (فتاویٰ شامی؛۳/۳۶۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

کیا ایک شریک اپنا حصہ تقسیم سے قبل فروخت کرسکتا ہے؟

شریکین میں سے ایک شریک اگر اپنا حصہ فروخت کرنا چاہے تو دوسرے شریک کو بالعموم فروخت کرسکتا ہے یعنی خواہ مشترکہ مال ملا جلا ہوا ہو یا نہ، البتہ غیر شریک کے ہاتھ اگر بیچنا چاہے تو مخلوط مال کے سوا شریک کے اذن کے بغیر بیچ سکتا ہے اور خلط واختلاط کی صورت میں بلا اذن فروخت نہیں کرسکتا۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَيَجُوزُ بَيْعُ أَحَدِهِمَا نَصِيبَهُ مِنْ شَرِيكِهِ فِي جَمِيعِ الصُّوَرِ وَمِنْ غَيْرِ شَرِيكِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ إِلَّا فِي صُورَةِ الْخَلْطِ وَالْإِخْتِلَاطِ فَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَقَدْ بَيَّنَّا الْفَرْقَ فِي كِفَايَةِ الْمُنْتَهَى

شریکین میں سے ہرایک کواپنے مال کا حصہ دوسرے شریک کوفروخت کرنا تمامی صورتوں میں جائز ہے،غیر شریک کوبھی اپنے شریک کی اجازت کے بغیر بیچنا جائز ہے،مگر مال مل جانے یا ملانے کی صورت میں اس کے اذن کے بغیر روانہیں۔ (ہدایہ،۲/۶۰۵؛ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ محمد بن عبداللہ تمرتاشی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(فَصَحَّ لَهُ بَيْعُ حِصَّتِهِ وَلَوْمِنْ غَيْرِشَرِيْكِه بِلَااِذْنٍ اِلَّافِي صُوْرَةِ الْخَلْطِ)

ایک شریک کواپنا حصہ فروخت کرنا صحیح ہے اگر چہ (لینے والا) غیر شریک ہو(اوراپنے شریک کے) اذن کے بغیر ہو ماسواء خلط کے۔ (تنویر الابصار،مع شامی؛۳/۲۹۶،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

''فقہ'' کی بیشتر کتب میں ''کتاب الشرکۃ''''کتاب المفقود'' کے بعد مندرج ہے،علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ اس ترتیب کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لِتَنَاسُبِهِمَابِوَجْهَيْنِ: كَوْنُ مَالِ أَحَدِهِمَاأَمَانَةًفِي يَدِالْآخَرِ كَمَاأَنَّ مَالَ الْمَفْقُوْدِأَمَانَةٌ فِي يَدِالْحَاضِرِ. یعنی ان دونوں کے درمیان ایک مناسبت تو یہ ہے''شریکین میں سے ہرایک کا مال دوسرے کے پاس بطور امانت ہوتا ہے جس طرح کہ لاپتہ انسان کا مال ایک موجود انسان کے ہاں بطور امانت ہوتا ہے۔ (اس ترتیب سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سب ایسے مرتبین کے نزدیک شریک کا مال بالکل امانت ہوتا ہے نہ کہ ذاتی مال کی طرح جس طرح کہ وہ چاہے اس میں تصرف کرے)

(بحر الرائق؛۵/۲۷۹،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) (جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

مالِ مسروق کی خریداری

عن ابی ہریرة رضی الله عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال من اشتری سرقة وهو يعلم انها سرقة فقد اشترک فی عارها واثمها. (السنن الكبرى للبيهقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......جس نے یہ جانتے ہوئے چوری کا مال خریدا (کہ یہ چوری کا ہے) تو وہ اس چور کی برائی اور گناہ میں برابر کا شریک ہے۔

(چوری کے جوتوں اور چھینے گئے موبائل وغیرہ کی خرید وفروخت کا حکم خود سمجھ لیجئے)

☆البلاء يقرب بينك وبين الله ويعلمك الدعاء ويذهب عنك الكبر والعجب والفخر.☆